

دیوبند  
حصہ  
تجلی

تاریکیوں میں ایک چراغ

ایڈیٹر۔ عام عثمانی (فاضل دیوبند)

سالانہ آٹھ روپے  
ایک پونڈ

تجلی



## قابل مطالعہ کتابیں

**روح تصوف** | صحابہ علماء اور مشائخ و صوفیاء کے ارشادات کی روشنی میں تصوف کے جوہر اور

حقیقت کی نشاندہی دلچسپ فکر انگیز جلد تین روپے چھپن پیسے۔  
الوکر رض | مصر کے شہرہ آفاق مصنف محمد حسین بیگل کی معرکہ لارا

کتاب کا اردو ترجمہ قیمت پانچ روپے (مجلد سات روپے)  
عمر فاروق اعظم رض | بی بی محمد حسین بیگل ہی کی تالیف ہے۔ ترجمہ  
کامیاب صفحات ۶۵ دس روپے

(مجلد بارہ روپے)  
حضرت عثمان غنی رض | آپ کی پوری سیرت، حالات، شہادت

تمام اعتراضات و الزامات کے مدلل جوابات۔ اعلیٰ درجے کی چیز دو جلدوں میں مکمل دس روپے

رض | مؤلفہ:۔ ابو زید شامی  
خالد سیف اللہ رض | شیخ محمد احمد پانی پتی ڈھانی روپے

بہشتی زیور (مکمل مدلل)  
دنیا بھر میں مشہور یہ مفید ترین کتاب آپ بھی اپنے

گھر میں رکھیے۔ ضرورت کے وقت ہر طرح کے شرعی مسائل  
کا مستند حل اس میں ملتا ہے۔ عورتیں بیچاری بہت سی

باتیں ازراہ جاکسی سے دریافت نہیں کر سکتیں ان کے لئے بھی  
یہ کتاب بڑی نعمت ہے۔ دو جلدوں میں مکمل بارہ روپے

(مجلد پندرہ روپے)  
بے مثال زندگی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر

لیکن جامع سیرت جدید اسلوب میں حافظ امام الدین  
رام نگوئی کے تصنیف اور دو اہم تلم سے۔ ۶۵ پیسے

شہادت اور طریقت | مولانا اشرف علی کی ایک  
مشہور کتاب جو آیات و احادیث کی روشنی میں شریعت

اور طریقت کے باہمی ربط پر بڑی تفصیل سے بحث کرتی  
ہے ۵۴۲ صفحات | مجلد سات روپے۔  
مکتبہ تجلی۔ دیوبند۔ (یو پی)

تفسیر حقانی رض | قرآن کی تفسیریں بہت ہیں لیکن مولانا عبدالحق

حقانی کی تفسیر اپنا ایک خاص انداز اور  
انتبازی شان رکھتی ہے۔ قرآن کے قلموں سے معانی کی سیر کے

لئے آپ اس مبسوط، مفصل، مستند اور معلومات سے لبریز تفسیر  
کو ضرور مطالعہ میں رکھیں۔ کامل کا ہدیہ ساٹھ روپے۔ بطور نمونہ  
جس کا جی چاہے کوئی سا ایک یا چند پارے بھی طلب کر سکتا  
ہے۔ فی پارہ دو روپے۔

الیان فی علوم القرآن | یہ تفسیر حقانی کا مقدمہ سمجھے۔  
ہے تو مقدمہ مگر اپنے کثیر علوم

ومعارف اور سیر حاصل مباحث کی وجہ سے مستقل کتاب  
کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ فن تفسیر و علوم قرآنیہ

کے لطیف و دقیق اسرار اور اصول مہمانی سے واقف ہوں گے  
اگر تفسیر حقانی کے علاوہ کوئی تفسیر آپ کے زیر مطالعہ ہے  
تب بھی یہ مقدمہ اسکی تفہیم میں مدد دیکجا۔ چھ روپے۔

عقائد اسلام (حقانی) | اسلام کی بنیادی عقائد پر متعدد  
کتب ہیں مگر مولانا عبدالحق

حقانی رض کی کتاب "عقائد اسلام" صف اول کی جینہ سمجھی  
گئی ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے ضرور باخبر ہونا چاہیے

کہ عقائد کی وہ فہرست کونسی ہے جو ضروری عقائد اسلامیہ  
کی جامع ہے۔ ایسا نہ ہو ہم بے خبری میں کسی ایسے عقیدے

سے ہی دامن رہ جائیں جس کے بغیر ایمان و اسلام کا اعتبار  
ہی بارگاہ شریعت میں نہ ہو۔ قیمت چار روپے

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند | فتاویٰ جو ہر طرح کے مسائل  
میں آپکی دینی رہنمائی کرتے ہیں۔ مجموعہ گھر میں رہے تو ضرورت

وقت کسی بھی مسئلے کے متعلق شرعی حکم و ہدایت کا علم حاصل کرنا آسان  
ہو جاتا ہے۔ تازہ ایڈیشن عمدہ ترتیب اور اچھی طباعت کے ساتھ  
مکمل آٹھ حصوں کی قیمت اکیس روپے (مجلد دو جلد چھپن روپے)

ہر انگریزی چینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے  
سالانہ قیمت آٹھ روپے۔ فی پرچہ پندرہ روپے  
غیر مالک سے سالانہ قیمت ایک پاؤنڈ طے بشکل پوسٹل آرڈر  
پوسٹل آرڈر پر کچھ نہ لکھیے بالکل سادہ رکھتے

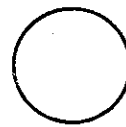
شمارہ نمبر

جلد نمبر



فہرست مضامین مطابق ماہ جولائی ۱۹۶۵ء

۵	آغاز سخن عامر عثمانی
۸	جماعت تبلیغی کا تھنہ عامر عثمانی
۱۱	تجلی کی ڈاک عامر عثمانی
۳۵	تحریک اسلامی کی آزمائشیں جناب عبدالمنفی
۴۳	جناب کوثر نیازی کے نام لاذہ صحرائی
۵۹	مسجد سے میخانے تک طاہر ابن العرب میکی



اشد ضروری

اگر اس اڈیر والے دائرے میں شرح نشان سے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو مئی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا دی پی کی اجازت دیں۔ آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی پی سے بھیجا جائیگا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا وی پی آٹھ روپے ستر پیسے کا ہوگا ہی آرڈر بھیجکر آپ وی پی خرچ سے بچ جائیں گے۔

پاکستانی حضرات

ہمارے پاکستانی قیہ پر چندہ بھیجکر رسید منی آرڈر اور اپنا نام اور مکمل قیہ ہمیں بھیجیں رسالہ جاری ہو جائیگا۔

پاکستان کا پتہ: مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰ مینا بازار  
پیر الہی بخش کالونی۔ کراچی (پاکستان)

توسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ  
دفتر تجلی۔ دیوبند۔ ضلع سہارنپور (دیوبند)



پاکستانی حضرات: مندرجہ بالا پتہ پر ہی آرڈر بھیجکر وہ رسید ہمیں بھیجیں جو منی آرڈر کرنے کے وقت اگلا سے ملتی ہے۔ منیجر۔

عامر عثمانی پرنٹر پبلشر نے "نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند" سے چھپوا کر اپنے دفتر تجلی دیوبند سے شائع کیا

## آغا ساجد

بھی دور ایوں کی منتہل نہیں رہی ہے۔  
لیکن اسی کے ساتھ تاریخ یہ بھی گواہی دیتی ہے کہ اسی  
حکم اور متفق علیہ صداقت کو جامہ عمل پہنانے کے لئے جب  
بھی کوئی مصلح اور داعی کھڑا ہوا ہے، شمار وہی لوگ  
اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں جنہیں نظر بانی سطر پر  
اس سے کلی اتفاق تھا۔

ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ شاہ صاحب بھی اگر آج  
زبانِ قلم کی حد سے گذر کر عملاً کوئی تحریک اعلیٰ کلمۃ اللہ  
کی مشروع کریں تو کل ہی انہیں اس صبر آزمائے اور حال کا سامنا  
کرنا پڑے گا کہ صد ہا وہ مسلمان جو کل تک انہیں داد دے رہے  
تھے آج بدلے ہوئے تیوروں سے گھور رہے ہیں۔ الزام  
اعتراض کے کپڑے کپڑے کھلانے شروع ہو گئے ہیں،  
سو وطن اور شکر کوئے سرما بھرا ہے۔ پھر جتنا جتنا وہ اپنی اس  
تحریک میں آگے بڑھیں گے مخالفتیں بھی بڑھتی جائیں گی اور  
جس قدر زور ان کی تحریک میں ہوگا اتنی ہی شدت اور قوت  
سے الزام و انفرار کی آندھیاں چلیں گی۔ اہل کفر کی بات نہیں  
ملکت مسلمہ ہی کے ان گنت افراد اور گروہ دانت پھینکے۔  
آنکھیں دکھائیں گے۔ زبان و قلم سے آگ برساتیں گے  
فسوخی جٹوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ بدگمانیوں کی  
بوچھاڑ ہوگی۔

یہی سب کچھ پچھلے دہائیوں کی تاریخ کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔  
یہی آج مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ مولانا  
مودودی کا تمام دعوتی لٹریچر اول سے آخر تک اس کے

آہنامہ معارف (جولائی ۱۹۷۷ء) کے فاضل مدیر جناب  
شاہ معین الدین احمد ندوی کے ایک تازہ مقالے سے :-

”مسلمانوں نے مذہب کے ایک اہم پہلو یعنی قوموں کے  
عروج و زوال اور موت و حیات کے اصولوں کو  
بالکل ہی چھوڑ دیا ہے۔ اسلام محض روزہ، نماز، حج  
اور زکوٰۃ کا نام نہیں ہے اور اس کے بھی کئے مسلمان

پابن ہیں، بلکہ اعلیٰ کلمۃ اللہ اور اسلام اور

مسلمانوں کی سر بلندی اور شوکت و عظمت کیلئے

جدوجہد ایشا اور قربانی، اتفاق فی سبیل اللہ، قومی

وحدت، اسلامی اخوت اور اس قبیل کے دوسرے

اصولوں کو بالکل فراموش کر دیا ہے جو عبادات ہی

کی طرح ضروری ہیں اور جن پر قوموں کی موت و

حیات کا دار و مدار ہے بلکہ جہاد یعنی اسلام اور

مسلمانوں کی سر بلندی کے لئے ہر قسم کی جانی و مالی

قربانی افضل العبادات ہیں۔ اس جدوجہد میں

سائنسی علوم کی تحصیل اس کی ایجادت و اختراعات

مضبوط نظام حکومت، فوجی قوت وہ تمام چیزیں

داخل ہیں جو موجودہ دور میں کسی قوم کی بقا اور

استحکام کے لئے ضروری ہیں۔“

کون سی مسلمان ہوگا جو ان سطور کو پڑھ کر نہ ہلکا  
اٹھے گا کہ کہنے والے نے سچ کہا۔ اسلام کی ساطرہ تیرہ سو  
سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جو بنیادی صداقت ان سطور میں  
بیان ہوئی ہے وہ کسی بھی ہوشیار مسلمان کے نزدیک کبھی

میں حکومت کے زیادہ اہل ہیں۔ پیغمبر نے طاقت کے استحقاق حکمت کی یہ دلیل دی۔۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ  
عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا  
بِسُطَةِ نَبِيِّ الْعِلْمِ  
وَالْحُسْمِ۔

اللہ نے تم پر طاقت کو یاد شاہ مقرر کیا اور انکو علم اور حسم میں زیادہ وسعت عطا کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکومت و اقتدار کے لئے علم کی قوت اور جسمانی یا مادی طاقت ضروری ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے حکم دیا گیا۔

کیا کوئی بھی آنکھ والا اس سے انکار کر سکتا ہے کہ دین حق کے احکام و عقائد کی پشت پناہی کرنے والی ”علم کی طاقت“ جس وسیع پیمانے پر مولانا مودودی نے ہمایا کی ہے وہ اپنا جواب آپسے۔ یہی کام اپنے اپنے زمانوں کے مصاحف اور مقصیبات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس خاکدان ایشیا میں حضرت مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت اسماعیل شہید جیسے جلیل الشان حضرات نے کیا تھا۔ اسی کا کہ عہد حاضر کے تقاضوں پر نظر رکھتے ہوئے مولانا مودودی نے انجام دیا ہے۔ مگر وہ دوسری ضروری چیز۔ جسے شاہ صاحب نے ”مادی قوت“ کے نام سے یاد کیا ہے اختیار ہی نہیں تھی۔ مولانا مودودی ہی چاہتے تھے کہ علمی طاقت کے ساتھ مادی قوت بھی ملت مسلمہ کو میسر ہو اور اسلام اپنے برگ و بار لاسکے مگر مادی قوت کی تحصیل جن راستوں سے ممکن تھی ان سب پر اپنوں ہی نے رکاوٹوں کے پہاڑے کھڑے کر دیئے مسلمانوں ہی نے عین راستے میں خت قبیل کھودیں اور اعلائے کلمۃ الحق کو جزو ایمان سمجھنے والوں ہی نے برتھیاں اور تلواریں تان لیں کہ مودودی ایک قدم بھی آگے بڑھا تو اسکی بوٹی بوٹی کاٹ ڈالیں گے۔ مودودی نے آج بھی ہمت نہیں ہاری۔ پسائی اختیار نہیں کی۔ وہ اپنی مٹھی بھر بڑیوں کو آج بھی اعلائے کلمۃ اللہ کے نصیب العین برقریان کرنے کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن ظاہری کامیابی

سوا کچھ نہیں کہ جس بنیادی صداقت کو شاہ صاحب نے مذکورہ سطور میں اجمال و اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے اسی کو اس لٹریچر میں شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

جس طرح تو حیدر اور ایمان بالہ رسالت واضح ترین اصطلاحیں ہیں مگر اہل علم نے ان کے معانی و مصداق کی وضاحت میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں اور قرآن و حدیث کا سارا مقدس ذخیرہ ہی اٹھی واضح ترین اصطلاحوں کی شرح ہے اسی طرح اہل علم نے کلمۃ اللہ بھی ایک واضح اصطلاح ہے لیکن اس کے معانی و مصداق اور اطلاقات کی وسعت ہر زمانے میں تقاضا کرتی رہی ہے کہ داعیان حق اسکی شرح کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ یہی فریضہ مولانا مودودی نے ادا کیا مگر صرف گفتار کی حدوں اور خطبہ و وعظ کے دائروں میں رہنے کے عوض انھوں نے یہ بھی ستم ڈھایا کہ ایک مستقل عملی تحریک لیکر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کا رد عمل وہی ہونا تھا جو روز ازل سے مقسوم ہے۔ خالی واعظوں، خطیبوں، اور مبلغوں کو کبھی کسی نے کچھ نہیں کہا۔ مگر علمی دعوت لیکر اٹھنے والے کبھی معاف نہیں کئے گئے۔

ہم تو بے صرف اس نکتے پر دلانا چاہتے ہیں کہ فی الحقیقت عقائد و نظریات کی سطح پر تمام ہی سچے مسلمانوں کا اتفاق ٹھیک اسی نکتے پر ہے جسے مولانا مودودی نے گفتار کی حدوں سے بڑھ کر دار کا آئینہ دکھانے کی جرأت کی ہے اور جس کی عملی تعبیر کا نام ”جماعت اسلامی“ ہے۔

اسی مقالے میں محترم شاہ صاحب لکھتے ہیں:-

”حکومت اور دنیاوی اقتدار کے لئے خود تراجمید نے علم کی طاقت اور مادی قوت کو ضروری قرار دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل نے اس وقت کے موجود پیغمبر سے کسی کو بادشاہ بنانے کی درخواست کی تو انھوں نے طاقت کو بادشاہ مقرر کیا۔ بنی اسرائیل نے عہد کیا کہ ان کے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ وہ ہم پر کس طرح حکومت کر سکتے ہیں ہم ان کے مقابلے

ہے میں نہ آئے تو یہ تصور اس کا نہیں سزا رہنے والوں کا ہے  
ان مسلمانوں کا ہے جو اعلاء کلمۃ الحق کی فرضیت پر ایمان  
رکھنے کے باوجود اس اصطلاح کی صرف خیالی تقدیس پر  
چھوٹنا تو پسند کرتے ہیں مگر عملی تعبیر کا ادراک کرنا نہیں چاہتے  
اگر تصور ہر حال میں موافق ہی کا قرار دینا ہے تو پھر یہ  
تصور اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ ایک ناقص بشر ہے جسے  
جذبہ عزیمت اور ذہن رسالتو ملا مگر وہ جسمانی قوت نہیں  
ملی جس کے ذریعے وہ طاغوت کے قابض شکروں کو الٹ کر  
رکھ دے۔

سنیہ۔ شاہ صاحب نے مقالے کے اختتام پر کیا کہا ہے  
”اس بحث کا حال یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں دینی  
صلابت بچ سکی نہ ہوگی تو وہ رفتہ رفتہ اکثریت میں  
ضم ہو جائیں گے اور اگر وہ ہندوستان میں اجنبی  
بن کر رہے۔ اپنے عمل ذکر داری سے دلوں کو مائل نہ کیا  
اور ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں حصہ نہ لیا تو ملک  
کا اعتماد حال نہ کر سکیں گے اور احساس کمتری کا شکار  
ہو کر بس ماندہ قوم بن کر رہ جائیں گے۔“

ہم صرف اتنا ہی اضافہ کریں گے کہ پورے مقالہ  
کے سیاق میں ”ہندوستان کی تعمیر و ترقی“ کا مفہوم شاہ صاحب  
کے نزدیک وہ چلتا ہوا بازاری مفہوم نہیں ہے جسے یہاں کی  
اکثریت اور اس کے کفلس بردار قوم پرست بطور تصور  
استعمال کرتے ہیں بلکہ اس کے مصداق میں عدل، جمہوریت،  
رواداری، کردار و اخلاق اور روحانیت صالحہ کی تمام قدریں  
شامل ہیں۔ شاہ صاحب اگر ان لوگوں میں ہوتے جو مقبول و  
مروج اصطلاحوں کا استعمال فقط اپنی تاریک ذہنی اور  
خبث باطن کا بھرم قائم رکھنے کے لئے کرتے ہیں تو ہم بھی  
ان کے مقالے کا اتنی اہمیت سے ذکر نہ کرتے۔

# انگلے شہرے میں

”خطبہ جمعہ کے وقت نماز“ پر تفصیلی بحث  
ملاحظہ فرمائیے

## حضرت امیر معاویہ کی سیاسی زندگی

امیر معاویہ کے حالات پر ایک محققانہ کتاب جو اپنے شائستہ  
لب و لہجے، مستند معلومات اور مضبوط دلائل و ثبوتوں کے  
اعتبار سے اپنے موضوع پر بے مثال کہی جاسکتی ہے۔  
قیمت مجلد دس روپے

## حصن حصین

اشب و روز کے تمام معمولات اور زندگی کے  
ہر شعبے سے متعلق حدیث سے منقول دعاؤں  
کا مشہور مجموعہ۔ عربی مع اردو ترجمہ۔ قیمت دس روپے۔

## دس پیغمبر

حضرت نوحؑ - حضرت ہودؑ - حضرت ابراہیمؑ  
حضرت یوسفؑ - حضرت یونسؑ - حضرت شعیبؑ - حضرت  
موسیٰؑ - حضرت سلیمانؑ - حضرت یونسؑ - حضرت عیسیٰؑ  
حضرت محمدؐ - یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ ”قصص الانبیاء“ جیسی بگوس  
کتاب نہیں۔ مستند اور محققانہ ہے۔ قیمت ڈھائی روپے۔  
ابوبکرؓ - عمرؓ - عثمانؓ - علیؓ -  
خدیجہؓ - عائشہؓ - ابو عبیدہؓ

معاویہؓ - حسینؓ - عمر بن عبدالعزیزؓ

مجلد چھ روپے

## دس ولی

حسن بصریؒ - جنید بغدادیؒ - مخدوم علی  
ہجویریؒ - عبدالقادر جیلانیؒ - معین الدین  
چشتیؒ - گنج شکرؒ - نظام الدین محبوب الہیؒ - زکریا ملتانیؒ  
میاں میرؒ - مجدد الف ثانیؒ - دو روپے۔

## خطبات مدراس

سیرت کے موضوع پر مولانا سید سلیمان  
اندلی کے شہرہ آفاق خطبات۔  
اپنی نوع کی واحد چیز۔ قیمت ساڑھے تین روپے۔

مکتبہ تجلی - دیوبند (یو پی)





الفاظ میں یوں کہنا چاہیے تھا کہ جو کوئی فرد یا جماعت سیاست و حکومت کو مذہب سے الگ رکھنا چاہتی ہے وہ بالکل غلط ہے، مگر افسوس کہ آپ جیسا اصول پرست تبلیغی جماعت کے لئے جو اذہمیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اگر حالات اور مصلحت کے پیش نظر سیاست و حکومت کو مذہب سے دور رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیا یہی آپ کی اصول پرستی ہے؟

اس سلسلے میں اصول پرستی اور شہادت حق کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں :-

تبلیغی جماعت کے بھوپال کے اجتماع کے بعد میری ملاقات اتفاق سے جماعت اسلامی کے ایک ذمہ دار اور متین عالم سے ہو گئی۔ میں نے ان کے سامنے تبلیغی جماعت کا نظریاتی پہلو پیش کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغی جماعت سیاست و حکومت کو بجز ممنوعہ فترا دیتی ہے اور اس کو "آخرت پسندی" کے خلاف سمجھتی ہے اس سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ مولانا نے فیصلہ کن آواز میں بغیر کسی جھجک یا رواداری کے فرمایا کہ اگر تبلیغی جماعت ایسا کہتی ہے تو یہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔ میں مزید پتھسار کیا کہ پھر آپ لوگ اس نظریاتی پہلو پر گرفت کیوں نہیں کرتے؟ مولانا نے مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغی جماعت والوں کی تقاریر اور بیانات اخبار و رسائل میں نہیں شائع ہوتیں۔ اس لئے ہم کوئی تنقید یا گرفت نہیں کر سکتے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان کا نقطہ نظر واقعی یہ ہے کہ "سیاست حکومت کو مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور یہ صرف دنیا پرستی ہے" تو علماء حق پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس پر گرفت کریں۔

دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ اگر الذمہ طور پر تبلیغی جماعت نے سیاست و حکومت کو مذہب سے دور رکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے شعور میں سیاست و حکومت کی اہمیت و فرضیت موجود ہے مگر جہاں تک میرا مطالعہ اور تجربہ ہے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ شعور تو کجا تبلیغی جماعت کے لاشعور میں بھی سیاست و حکومت کا یہ نظریہ موجود نہیں ہے وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ سیاست و

کیونز م اور سیکولرزم وغیرہ کی تردید کرتے پھریں۔ آخر کیوں ہم ان ازموں کی تردید کے لئے اپنا وقت برباد کریں۔ زمانہ بہترین حج ہے زمانہ خود ہی فیصلہ کرنے کا کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ سمجھ میں نہیں آتا آخر "فریضہ شہادت حق" کس وقت کے لئے ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔ کیا ان احکامات میں بھی اپنے اور غیروں کا امتیاز موجود ہے۔ کیا اپنوں کو منکرات سے نہ روکا جانا چاہیے کیا حق بات صرف غیروں کے منہ پر ہی کہنا چاہیے اور اپنوں کے لئے حالات اور مصلحت کی اڑ لینا چاہیے۔ اگر آپ فکری سطح پر یا اضطرابی طور پر سیاست اور حکومت کو مذہب سے الگ کر سکتے ہیں تو پھر آپ کس طرح انہی حالات اور مصلحت کی بنا پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت کو قائم رکھ سکیں گے۔ تو کیا یہ ممکن نہیں کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ انہیں حالات اور مصلحت کے نذر ہو جائیں۔ جس طرح کہ ابھی حال ہی میں الجزائر میں روزہ حالات اور مصلحت پر بھینٹ ہوتے ہوئے رہ گیا۔ اس نظریے نے کئی جگہ حج کے خلاف بھی آواز اٹھوائی ہے کہ یہ

بعض بہت زیادہ (EXPENSIVE) فضول خرچ (نوعوذ باللہ) ہے۔ اور ملکی حالات اور مصلحت کا تقاضا ہے کہ حج کی تمام رقوم قوم کی ترقی اور فلاح کے لئے وقف کر دینا چاہیے۔ بالکل اسی طرح ابھی ابھی پاکستان میں بھی ایک اہم فریضہ "قربانی" کے خلاف آواز اٹھانی جا چکی ہے۔ وہاں بھی یہی مصلحت پیش کی گئی کہ قربانی کی تمام رقوم جمع کر کے حکومت کے بیچ سالہ منصوبے میں دیدینا چاہیے تاکہ ملک و قوم ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ اگر حالات اور مصلحت سے ذرا سی بھی رواداری برتی تو کیا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اور حالات و مصلحت کی منگی اور بے رحم تلوار سے اسلام کے کون کون سے اصول و مبادیات بچ سکیں گے اور براہ کرم ذرا یہ بھی تفصیل سے بتائیں کہ آپ کس طرح اس مصلحت کی منگی تلوار سے مقابلہ کر سکیں گے۔

آپ کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ آپ ہمیشہ اصول و مسانی سے بحث کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کو قطعی اور دو ٹوک

سیاست و حکومت کو دین کا جز ہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر انھیں حالات و مصلحت سے کیا واسطہ؟ جب وہ اپنے آپ کو تیار ہی ماننے کو تیار نہیں بلکہ بہترین صورت مندی کا نمونہ تصور کرتے ہیں تو وہ لوگ آخر کیوں حالات و مصلحت کی دوا پیتیں۔

تازہ ترین مثال پاکستان کا ”عورت کی امارت“ کا مسئلہ ہے، نہ صرف آپ نے بلکہ مجلس شوریٰ و جماعت اسلامی پاکستان اور اکثر علماء نے کہہ کر بھی سرت سے پہلے امن بنیادی حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ”عورت کی امارت“ شرعی نقطہ نظر سے ناپسندیدہ اور ناجائز فعل ہے۔ مگر پاکستان کے مخصوص حالات و مصلحت کے تحت عورت کی امارت کا جواز صرف عارضی طور پر مباح ہے۔ مگر جوں ہی حالات مناسب ہوئے جواز کی شرط ختم ہو جائے گی۔

بالکل اسی طرح اگر تبلیغی جماعت بھی اس حقیقت کا اعتراف کرے کہ سیاست و حکومت بھی عبادات کی طرح دین کا ایک اہم فریضہ ہے مگر موجودہ مخصوص حالات و مصلحت کے تحت ہم اپنی عملی حدود و حدود عارضی طور پر صرف عبادات تک ہی محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر تبلیغی جماعت ان حقائق کا صرف ”نظریاتی سطح“ ہی پر اعتراف کرے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے درمیان اختلاف کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی مسئلہ کا آخری اور اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اگر تبلیغی جماعت کے اکابر شعوری و دانستہ طور پر موجودہ حالات و مصلحت کے پیش نظر سیاست و حکومت کو اپنی عملی حدود و حدود سے دور رکھنا چاہتے ہیں تو اس میں بھی ایک زبردست بنیادی خرابی موجود ہے۔ اس موضوع پر مولانا مودودی کی کئی تحریریں موجود ہیں اور انھوں نے اپنا نقطہ نظر بہت ٹھوس اور مدلل طریقہ پر پیش کیا ہے۔ مولانا مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

”جس معیار کا مقصد اور نصب العین ہو گا اسی معیار کا کردار اور مزاج بھی بنے گا۔ بلند کردار کے لئے بلند مقصد کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ مقصد اور نصب العین کا ارتقائی (باقی صفحہ ۱۱ پر)

حکومت کے بغیر مذہب قطعی نامکمل ہے۔ جو لوگ سنجیدگی اور مخلصانہ طور پر یہ سمجھتے ہوں کہ دنیا کے تمام مسائل ذکر و درود اور دعا سے حل ہو جائیں گے وہ کب سیاست و حکومت کی کشمکش اور مصیبت مولیں گے۔ جب یہ لوگ دعا کی ایک پھونک ہی سے ایٹم و ہائیڈروجن بم ٹھنڈا کر سکتے ہیں تو آخر وہ کیوں میدان عمل کی ٹھونکریں کھائیں۔ اگر تبلیغی جماعت کے اکابر شعوری طور پر سیاست و حکومت کو مذہب سے دور رکھنا چاہتے ہیں تو پھر ان کی تقاریر کا لبت لسان کچھ یوں ہونا چاہئے تھا کہ:-

”سیاست، معاشرت، معیشت دین کے لازمی اجزاء ہیں۔ دین ایک مکمل نظام حیات ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر مکمل ہدایات دیتا ہے جس طرح عبادات میں خدا اور رسول کے احکامات کی پیروی ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح معیشت، معاشرت اور سیاست و حکومت وغیرہ میں بھی ان کے احکامات کی پیروی ضروری ہے۔ مگر ہم موجودہ ناگزیر حالات اور مصلحتوں کی بنا پر اپنی حدود و حدود عبادت کی حد تک محدود رکھتے ہیں۔ بہر حال ہمارے پیش نظر مکمل دین ہی کی پیروی ہے۔ اگر حالات سازگار ہوں گے تو ہم انشاء اللہ بہتر درج اپنے دائرہ عمل کو دیگر شعبہ جات تک وسعت دیں گے۔ مگر فی الحال ہم اپنی عملی حدود و حدود صرف عبادات تک ہی محدود رکھنے پر مجبور ہیں“

اگر تبلیغی جماعت والوں کا طرز گفتار کچھ اس قسم کا ہوتا تو ہم ضرور مطمئن ہو جاتے کہ تبلیغی جماعت حالات و مصلحت کے جواز کا بالکل صحیح استعمال کر رہی ہے مگر موجودہ بیانات اور تقاریر کی روشنی میں ہم ہرگز مطمئن نہیں ہیں کہ تبلیغی جماعت کے اکابر خصوصاً نیت اور خلوص دل سے حالات اور مصلحت کا سہارا لے رہے ہیں جبکہ وہ بار بار اور واضح الفاظ میں بتاتے ہیں کہ ”سیاست و حکومت صرف دنیا داری ہے۔ آخرت پسندی کا سیاست و حکومت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔“

سمجھ میں نہیں آتا کہ جب کہ تبلیغی جماعت کے اکابر

# تجلی کی ڈاک

## ہندوستان میں نماز جمعہ

سوال :- از خواجہ حسن الدین

نماز جمعہ کے شرائط کیا ہیں؟ اور نماز باجماعت کے کیا شرائط ہیں؟ یہاں ایک صاحب کے دور ان گفتگو یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ بھارت میں نماز جمعہ کی شرط عائد نہیں ہوتی اور نماز باجماعت پنجگانہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ نماز بغیر امام کے نہیں ہوتی اور امام قائم مقام ہوتا ہے خلیفہ کا یا اس کا نائب یا مقرر کردہ۔ اس زمانہ میں نہ کوئی خلیفہ کامرکز ہے اور نہ نائب مقرر کرنے کا مجاز اور نہ تقرر کرنے کا ایسی صورت میں نماز پنجگانہ باجماعت کا سوال نہیں پیدا ہوتا یہ ہیں خیالات بعض حضرات کے۔ اس سوال پر کہ پھر آپ کیوں جمعہ اور نماز باجماعت میں شرکت فرماتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ طوعاً و کرہاً۔

جواب :-

جن صاحب کا قول آپ نے نقل کیا ان کا علم و مطالعہ ناقص ہے۔ نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطوں میں ایک شرط یہ بیشک بیان ہوئی ہے کہ نماز جمعہ میں بادشاہ یا اس کا کوئی نائب موجود ہو۔ لیکن ساتھ ہی یہ تصریح بھی فقہاء نے کر دی ہے کہ جن ملکوں میں غیر مسلمین کا راج ہو وہاں اس شرط کو کالعدم سمجھا جائیگا اور مسلمانوں کو بغیر شاہی نائبانہ کے اپنے طور پر نماز ادا کر سکتی ہوگی۔

در اصل یہ شرط محض انتظامی مصلحت کے تحت رکھی

گئی تھی۔ نماز جمعہ ایک بڑی نماز ہے جس میں کثیرا جماع ہوتا ہے۔ اس اجتماع میں اچھے بُرے سبھی طرح کے لوگ آتے ہیں بریکٹ ہے باہمی نزاع اور فتنے کی کوئی شکل پیدا ہو اس لئے بادشاہ یا اس کے نائب کی موجودگی کو اس ممکنہ خطرے کا علاج تصور کیا گیا۔ اب اگر حکومت ہی غیر مسلم ہے یا حکومت تو مسلم ہے مگر صدر صاحب یا کوئی وزیر صاحب نماز میں تشریف نہیں لاتے تو نماز جمعہ ترک نہیں کی جائے گی۔

بعض فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ بادشاہ کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں وہ کافر ہی ہو مگر حسن انتظام کے لئے خود آئے یا اپنا کوئی نائب بھیجے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا معاملہ صرف احتیاط اور حسن انتظام کا ہے نہ کہ عبادت کی کٹھن ہیئت اور حکم کا۔ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ خدا کے فضل سے ہر شہر میں نماز جمعہ کسی باہمی آویزش اور فتنہ و شرکے بغیر ادا کی جاتی رہی ہے لہذا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک کمزور سے یہاں کی آڑ لے کر نماز جمعہ کو ختم کر دیا جائے۔

مگر آپ کے یہ صاحب صرف جمعہ ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ روزانہ کی پنجوقتہ جماعتوں پر بھی ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ ان اللہ کے بندے سے کوئی پوچھے کہ یہ کس آیت یا حدیث سے ان پر تکلف ہوا ہے کہ نماز کا امام لانا کوئی شاہی نائب ہی ہو۔ ایسا دعویٰ صریح جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ نماز جمعہ اور عیدین میں تو بطور اہتیاظ شاہی نائبانہ کی شرط فقہاء نے تجویز بھی کی تھی لیکن روزانہ کی باجماعت نمازوں کے لئے اس قسم کی شرط مذکورہ صاحب یا صاحبان کی اپنی ایجاد ہے۔ یہ

اس لئے لائبریری کو جلد اور زیادہ رقم کی ضرورت ہے۔ اسی درمیان میرے قصبے میں ایک سرکس آیا تھا۔ سرکس میں خردوں کے علاوہ عورتوں کا بھی ٹھیل تھا۔ لائبریری کے حق میں ایک بہترین موقع ملا۔ اب لائبریری کے ارکان و ممبران کے درمیان دو پارٹی ہو گئیں۔ ایک پارٹی کا کہنا تھا کہ سرکس میں لائبریری کی طرف سے چیرٹی شو ہونا چاہیے اور اس سے جو رقم حاصل ہو لائبریری میں لگائی جائے۔ لیکن دوسری پارٹی اس کے خلاف تھی اور اس پارٹی کا کہنا تھا کہ اس رقم سے لائبریری کی امداد کرنا جائز ہے۔ دونوں پارٹی کے درمیان جائزہ اور ناجائزہ کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ نوبت اریٹ کی آگئی لیکن کسی صورت سے بات دب گئی اور سرکس میں چیرٹی شو نہیں ہوا۔

اب آپ ہی بتائیے کہ سرکس کے چیرٹی شو کی رقم جائز تھی یا ناجائزہ اور اس کا شرعی حکم کیا ہے تاکہ آئندہ اسی پر عمل کیا جائے؟

**جواب:**۔ سرکس میں سوائے اس کے کوئی حرمت نہیں ہے کہ اس میں عورتیں نیم عریاں لباس میں حصہ لیتی ہیں۔ لیکن سرکس کے ٹکٹوں سے حاصل ہونے والی رقم میں وہ ناپاکی نہیں ہے جو جوے یا سود وغیرہ کی رقم میں ہے۔ جوے یا سود یا زنا کی کمائی یا شراب کی آمدنی جس العین ہے جس کے عین کے وجود میں حرمت داخل ہے مگر سرکس کی آمدنی اپنی روح اور سرشت کے اعتبار سے حرام نہیں کہی جاسکتی۔ عورتوں کی مشارکت نے اسپرو لیا ہی اثر ڈالا ہے جیسے نجاست کی چھینٹیں پاک کپڑے پر ڈالتی ہیں۔

اس باریک فرق کو ملحوظ رکھیں تو اردو لائبریری کی مدد کے لئے سرکس کی آمدنی میں ایسی قباحت نظر نہیں آتی جس کے تحت لڑائی بھڑائی تک نوبت پہنچ جائے۔ اردو لائبریری کی حیثیت کئی دینی ادارے کی بھی نہیں ہے۔ سوال مسجد یا دینی مدرسے کا ہو تو الگ مسئلہ ہے۔ اردو لائبریری کیلئے سرکس کی آمدنی صرف مکروہ ہے حرام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صاحبان نہ صرف علمی حیثیت سے ہی دامن میں بلکہ بے ضمیر بھی نظر آتے ہیں۔ اگر صاحب ضمیر ہوتے تو اپنے مسلک کے مطابق جمعہ اور روزانہ کی جماعتوں میں ہرگز شرکت نہ کرتے آخر کون ڈنڈائے کھڑا ہے کہ آپ خواہی نہ خواہی شریک ہی ہوں۔ طوعاً و کرہاً اس موقع پر بولا جاتا ہے جب کوئی مجبوری سامنے ہو۔ یہاں کیا مجبوری ہے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ روزانہ کی جماعتوں میں تو شاہی نمائندگی کی شرط ہے ہی نہیں۔ جمعہ کے لئے شرط ہے مگر احتیاطی اور انتظامی۔ اگر حکومت مسلمانوں کی ہو تو شاہی نمائندگی کو اس شرط کی خانہ پری کر کے اپنی ذمہ داری نبھانی چاہیے۔ اور حکومت کا فرد کی ہو تو اس شرط کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک حکومت کافرہ کی طرف سے اجتماع جمعہ کی اجازت صادر نہ ہو مسلمانوں کو لازماً نماز جمعہ ادا کرنی چاہیے۔ نماز جمعہ فرض عین ہے۔ اس کی طہنیتیں اور اس کے تا رکین کے لئے بڑی وعیدیں احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک ایسا آدمی مر گیا ہے جو جمعہ اور جماعت میں شرکت نہ کرتا تھا۔ اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ جہنم میں ہے۔ پھر وہ شخص ایک چھینے تک وقتاً فوقتاً ہی سوال کرتا رہا۔ آپ بھی ہمیشہ ہی جواب دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے نماز جمعہ ضروری ہے۔ ہاں بیمار اور مسافر اور بچے اور عورتیں اور غلام مستثنیٰ ہیں۔

## سرکس کی آمدنی

**سوال:**۔ از اقبال احمد۔ ضلع راجھی  
کسی سرکس کے چیرٹی شو کی رقم اردو لائبریری میں استعمال کرنا کیسا ہے اور اس کے لئے حکم کیا ہے؟  
سوال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میرے قصبے میں ایک نئی اردو لائبریری قائم ہوئی ہے۔ قائم ہونے سے ایک ہوا۔

## مختلف سوالات

سوال ۱:۔ از معین الدین خاں (آنا ص ۲ پر دلش)

(۱) نماز قصر:۔ سفر کی حالت میں فرض نماز کو قصر کر کے ادا کرنے کا حکم ہے۔ سنت نمازیں بالکل معاف ہیں یا ان کی ادائیگی ضروری ہے؟

(۲) نماز جمعہ:۔ بعد نماز جمعہ ۴ رکعت سنت نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ کیا ۲ رکعت فرض نماز جمعہ ۴ رکعت فرض نماز ظہر کا بدلہ نہیں ہے؟ براہ کرم نماز جمعہ سے متعلق تعداد رکعت فرض و سنت معلوم فرمائیے۔

دس کرایہ مکان:۔ مکان کرایہ پر دینا اور کرایہ حال کرنا کیسا ہے؟ کیا یہ کرایہ مکان سود جیسا تو نہیں؟

(۴) سیندھی کا استعمال:۔ سیندھی کا استعمال کیسا ہے؟

کیا یہ شراب کی طرح حرام ہے یا اس میں کچھ رعایت ہے؟

(۵) الیکشن میں حصہ لینا:۔ کسی مسلمان حکومت میں اسلام

کو غالب کرنے کی نیت سے الیکشن کے موجودہ فرنگی ضوابط کی

تعمیل کرتے ہوئے اس میں بحیثیت امیدوار شرکت ہونا، نیز

ووٹوں کی فراہمی کے لئے پیر و پیگنڈہ کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

(۶) سینما کی صنعت سے استفادہ:۔ کیا ایک اسلامی حکومت

سینما کی صنعت سے استفادہ کر سکتی ہے جب کہ انسانوں کی فوٹو

کشی حرام ہے؟

(۷) کیا عوام مومنین اور اولیاء اللہ کی امداد اپنی مرضی سے

کسی مقام کو آنا جانا کر سکتی ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے انھیں

ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے؟ موت کے فوراً بعد روح کو مقام

## تجلی کا شاندار

## خاص نمبر

انتشار اللہ جلد آرہا ہے۔ تفصیلی اعلان کا انتظار کیجئے

سالانہ خریداروں کو یہ تحفہ مفت پیش کیا جائے گا

نیچر تجلی

حکم دیا کہ ہفتے میں چھ دن چار رکعت ظہر پڑھو اور ساتویں روز دو رکعت فرض جمعہ۔ بس اسی پر بات تمام ہے۔ جسے جمعہ کی جماعت نازل سکے وہ ظہر پڑھ لے کیونکہ نماز جمعہ بغیر جماعت کے نہیں ہوتی۔

(۳) معلوم نہیں آپ بچپن سے اب تک دنیا کے کون سے ویرانے میں تھو استراحت تھے کہ آج تک مکان کے کرائے کی شرعی حیثیت بھی آپ کو معلوم نہیں۔ ایسے سوالات ذہنی بے راہروی کی علامت ہیں۔ اپنے دماغ کو مفید کاموں میں لگائیے۔

(۴) ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ سیندھی اگر ہوش و حواس کو پوری طرح مغلوب کر لیتی ہے تو وہ شراب ہی کی طرح حرام ہے (۵) ضوابط فرنگی ہوں یا امریکی۔ ان پر عمل کرنے سے اگر

برنرخ میں داخل کر دیا جاتا ہے یا کچھ عرصہ بعد؟ اگر کچھ عرصہ بعد مقام برنرخ میں داخل کر دیا جاتا ہو تو بعد موت برنرخ میں داخل کرنے تک کہاں رکھا جاتا ہے؟

(۸) کیا اللہ تعالیٰ نے خاصانِ خدا کو بعد وفات بھی دنیا میں اپنا تصرف مثل زندگی کے کرنے کی قوت بخشی ہے؟ کیا مشکلات اور حاجات والے اُن سے اپنی حاجتیں طلب کر سکتے اور پاسکتے ہیں؟

جواب (۱) :-

سفر میں سنتیں پڑھ لی جائیں تو تو اب بے نہ پڑھی جائیں تو عذاب نہیں۔

(۲) نماز جمعہ کے بعد چھ رکعات مسنون ہیں۔ جمعہ اور ظہر کے سلسلہ میں بدل کی منطوق نہیں لڑانی چاہیے۔ اللہ نے

چھپ کر تیار ہے

ایک معرکہ الآراء اور فیصلہ کن کتاب

کیا

جماعتِ اسلامی

حق پر ہے جو

جلد تین روپے  
(علاوہ محصول)

جلد طلب کیجئے۔  
ایسا نہ ہو دوسرے  
ایڈیشن کا انتظار  
کرنا پڑے۔

دنیا بھر کے مشاہیر علماء کے فتوے اور فیصلے۔ دودھ کا دودھ، پانی کا پانی۔ جماعت اسلامی کے ہر مخالف اور ہر حامی کو اس گہراں قدر کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کی حیثیت صرف علمی نہیں دستاویزی اور تاریخی بھی ہے۔ ہلنے کا پتہ :- مکتبہ تجلی۔ دیوبند (دیوبند)

مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۶۵ء کے ”رہنمائے دکن“ کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ خط کشیدہ دو سطریں ملاحظہ فرمائیے۔  
”نائب صدر نے سب سے پہلے اس کوہ مقدس کی زیارت کی جہاں اللہ کے محبوب بندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے تخت جگر حضرت اسحاق علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پیش کیا۔“

جناب امین احسن اصلاحی کی مترجمہ کتاب ”ذبح اللہ“ میں انھوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔

### جواب :-

بعض لوگوں نے اگرچہ حضرت اسحاق کو ”ذبح اللہ“ قرار دیا ہے لیکن یہ ایک کمزور اور شاذ رائے ہے۔ علمائے محققین کی غالب اکثریت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ”ذبح اللہ“ قرار دیتی ہے اور ہماری ناچیز رائے بھی یہی ہے۔

آپ کے سوال کی حد تک تو بات ختم ہوئی لیکن دو جزا اس تراشے میں اور قابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ نائب صدر جناب ذاکر حسین صاحب کے قبروں پر پھول چڑھانے۔ دوسرے یہ کہ محمد علی جوہر ہندوستان کے قوم پرست لیڈر تھے! قبروں پر پھول چڑھانا چوتھائی صدی قبل تک تو صرف بدعتیوں کا طرز امتیاز تھا۔ اب خیر سے یہ ایک بین الاقوامی رسم بن گئی ہے جس میں مسلم و کافر اور موحد و مشرک سب شریک ہیں۔ خشک خدا امیر اکیڈمی ٹیڈر بھی دھڑتے سے پھول چڑھاتے ہیں اور کوئی اللہ کا بندہ اس سحرے بن کو چھوس نہیں کرتا کہ جو لوگ حیات بعد الموت کو داپے کے سوا کچھ نہیں سمجھتے اور مادیت ہی مادیت ان کا اور ہٹا بھوننا ہے وہ جب کسی مزار یا سادھی پر پھول چڑھاتے ہوں گے تو مذہب غریب کی روج پر کیا کچھ نہ گذر جاتی ہوگی۔

مولانا محمد علی جوہر کو ”قوم پرست“ لیڈر کہنا تاریخ دیانت اور سچائی کے ساتھ بڑا بھونڈا مذاق ہے۔ لکھنے والا تو اپنی آدھیں لکھ گیا، لیکن یہ دراصل بہت بڑی گالی ہے جو مولانا مرحوم کو دی گئی ہے۔ خدا پرستی کے سوا ہر پرستی پڑ

اسلامی احکام کا خلاف لازم آئے تو ان سے واسطہ رکھنا مسلمان کو زریبا نہیں، لیکن اگر اسلامی اقدار و احکام پر ثابت قدم رہتے ہوئے ان ضوابط کی پابجائی ممکن ہے تو ان کے فرنگی یا امریکی ہونے سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔

لیکن آج کل انقلاب حکومت کا ایک جمہوری طریق ہے۔ لہذا اصلاح حکومت قائم کرنے کی نیت سے ایکشن میں حصہ لینا جائز ہے۔ البتہ جو دعا بازیاں اور ناپاکیاں آج کل کے ایکشنوں میں عام طور پر نظر آتی ہیں ان سے اہل اسلام کو پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۶) اسلامی حکومت ہے کہاں جو اس سوال کی ضرورت پیش آتی۔ آج خیر سے جن حکومتوں کو اسلامی کہا جاتا ہے وہ تو اخلاقیات کے معاملے میں عموماً مغرب ہی کی غلام ہیں لہذا جب کہیں ڈھنگ کی اسلامی حکومت قائم ہوگی اور وہ واقعہً یہ ارادہ کرے گی کہ سینما کی صنعت کو اخلاقی تدریوں کی ترویج و اشاعت کے لئے استعمال کرے تب ہم اس موضوع پر دل کھول کر بحث کر سکیں گے۔

(۷) ان امور میں وہ دماغ کھائے جسے سوچنے کے کیلئے کوئی اور موضوع نہ ملتا ہو۔ ہیں ان تضحیات سے کچھ نہیں لینا۔ ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ ہمارا زیادہ وقت ان برائیوں کے استیصال میں صرف ہونا چاہیئے جو ہمارے ارد گرد پھیلی ہوئی ہیں اور ہمیں غیر ضروری معلومات کے چکر میں پڑنے کے عوض دین کی ضروری معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔

(۸) یہ سب تو بہات ہیں۔ خاصانِ خدا امرنے کے بعد کوئی تصرف کر سکتے ہوں یا نہ کر سکتے ہوں ان حاجتیں طلب کرنا مشرک ہے۔ حاجتیں پوری کرنے والا، غوث، دستگیر سب کچھ اللہ ہی ہے۔ اس پر جسے بھروسہ نہ ہو وہ کسی اور سے مانگے۔

غلطی ہائے مضامین!۔۔۔۔!

سوال :- از غلام احمد - کریم نگر۔

ہزار بار نعت مرحوم تو خیر اور کچے درجے کے مسلمان تھے معمولی مسلمان بھی ذمہ داری کی حالت میں اس شرک کا نہ لقب کو اپنے لئے برداشت نہیں کر سکتا۔ رنج کی بات ہے کہ ایک معروف مسلم اخبار الفاظ کا استعمال اس قدر بے احتیاطی سے کرے۔

## بریلویوں کی نماز جنازہ

سوال: - از اولیا خاں - سنگوار (تذکرہ سنگ)

جناب محترم مولانا صاحب السلام علیکم۔

میر سی سٹی کے اردگرد چار پانچ ایسی بستیاں آباد ہیں کہ جن میں صحیح العقیدہ مسلمانوں کی تعداد اٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ بقایا لوگوں کا عقیدہ قریباً بریلوی حضرات کے مشہور عقیدے سے ملتا جلتا ہے اور ان میں سے بعض کا اختلاف تو شش اور حیات النبیؐ جیسے مسائل پر مبنی ہے۔ ان دنوں ان صحیح العقیدہ مسلمانوں میں یہ مسئلہ شدید نزاع کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے کہ آیا دوسرے مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا ہمارے لئے جائز ہے یا ان کے جنازے کا بائیکاٹ کیا جائے؟ نماز کا بائیکاٹ قریباً پہلے سے ہوا ہوا ہے۔

جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ سورہ توبہ پارہ گیارہ آیت ۱۱۳ - نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔

جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں نہیں ہیں ان کے دلائل میں (۱) ان کو ابھی مزید تبلیغ کی ضرورت ہے اس لئے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے سورہ توبہ آیت علا اور آیت مذکورہ بالا کا یہ حصہ بھی قابل توجہ ہے جبکہ ان پر یہ بات کھل چکی تھی کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔

(۲) خلفائے راشدین کے بعد سے لیکر آج تک کسی بھی بزرگ دین نے عام مسلمانوں کی تکفیر کا کوئی فتویٰ نہیں دیا، حالانکہ اس

قسم کے غلط عقائد بدقسمتی سے اس زمانے سے اُمت میں چلا آ رہے ہیں اور نہ ہی آج تک مسلمانوں نے کبھی کسی جنازے کا بائیکاٹ کیا سوائے مرزائیوں کے کہ جن کی تکفیر پر تمام علمائے اسلام متفق ہیں اور اس کی پشت پر ناقابل تردید دلائل ہیں۔

(۳) اگر ان کو اس معنی میں مشرک قرار دیا جائے کہ ان کے جنازے کا بھی بائیکاٹ کر دیا جائے تو ہمارا یہ فعل اپنے اندر بے شمار ایسی پھید گیاں پیدا کر دے گا کہ یہ اُمت مجموعی طور پر تباہ و برباد اور پارہ پارہ ہو کر رہ جائے گی۔ مثلاً قرآن ایسے مشرکوں کے ساتھ چارو و قتال کا حکم دیتا ہے جیسا کہ سورہ توبہ کی آیت ۲۹ میں ہے کہ لڑو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور نہ روز آخر پر۔ یا اسی سورہ کی آیت ۲۷ میں ہے کہ لے نبی! جہاد کیجئے کفار اور منافقین سے اور سختی کیجئے ان پر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے ٹوٹ کر جانے کی وغیرہ وغیرہ۔ اور اسی طرح بے شمار مسائل اور الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ جو لوگ بائیکاٹ کے حق میں ہیں انھوں نے دوسروں کو منافق کہنا شروع کر دیا ہے۔

براہ مہربانی اس پھیدہ اور اہم مسئلہ کا جواب اگلے ماہ کی تجلی میں فضل طور پر شائع فرمائیں کیونکہ آپ جیسے دُر اندیش اور مفکر دین کے جواب کے بغیر ہماری تسلی مشکل ہے۔

## جواب:

بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات اگرچہ مشرک کا عقیدے رکھتے ہیں اور بعض تو ان عقائد میں نہایت ہی غلو کرتے ہیں لیکن انھیں ان کفار و مشرکین کے زمرے میں شامل نہیں کیا جاسکتا جن کی نماز جنازہ ہی جائز نہ ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے عقائد کی تاویل کرتے ہیں اور توجہ و رسالت سے انھیں انکار نہیں۔ ان کو باقاعدہ مشرکین میں شامل علمائے نے نہیں کیا لہذا ان کی نماز پڑھی جائے گی۔ ہاں قادیانیوں کی نماز جنازہ جائز نہیں کیونکہ وہ ختم رسالت کے منکر ہیں جو دین کا بنیادی مسئلہ ہے اور علمائے محققین اپنی کفر کا فتویٰ عائد کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خود بھی اپنے



آپ کو مسلمانوں سے جدا ایک ملت قرار دیتے ہیں اور ہم مسلمانوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے نہ ہمارے ساتھ شادی بیاہ کے معاملات جائز سمجھتے ہیں۔ انھیں تو حکومت سعودیہ نے بھی کافروں کے زمرے میں شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ حج کے لئے ان کا داخلہ حرمین شریفین میں ممنوع ہے۔

کوئی بریلوی اگر اپنے واپسی عقائد میں اس حد تک آگے بڑھ جائے کہ مستند علماء اسے مشرک قرار دیں تب تو بے شک اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اس کے بغیر اتنا سخت بائیکاٹ درست نہیں کیونکہ نماز جنازہ تو بد سے بدتر مسلمان کی بھی پڑنی ہی چاہیے۔

## چند حدیثوں کی تشریح

**سوال ۱:**۔ از مشتاق مساجد۔ مدھو پور۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ ایک بہت ضروری درخواست خدمت عالی میں پیش کر رہا ہوں امید کہ بغور توجہ سماعت فرمائیں گے۔

مدھو پور سنتھال پر گنہگار مرکزی مقام ہے۔ یہاں اہل قدیم سے حنفی اور اہل حدیث ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں۔ کچھ دنوں سے یہاں ایک شخص ڈاکٹر عبدالحمید بدیمو پیتھک باشندہ کانکی تارہ کلکتہ آبسا ہے۔ پہلے یہ شخص عقیدہ اہل حدیث تھا۔ ابتدا میں اس نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح حنفی اور وہابی آپس میں لڑ جائیں اور یہ شخص وہابی جماعت کا لیڈر بن جائے۔ مگر خدا کے فضل سے اس میں کامیاب نہ ہوا۔ اب عرصہ چھ سات سال سے یہ اہل حدیث سے اہل قرآن بن گیا ہے۔ معمولی اردو انگریزی کے سوا اور کسی زبان سے واقف نہیں۔ اس کا مطالعہ چند اردو کی کتابیں ہیں اور بس۔ اس کا مبلغ علم آئیم جراج پوری۔ پرویز ایڈیٹر طلوع اسلام کراچی اور ڈاکٹر علام جیلانی۔ ترقی ایم۔ اے کی تصنیفات سے آگے نہیں۔ اس نے منکرین حدیث کے باطل نظریات کی اشاعت و ترویج کے لئے خود کو وقف کر دیا ہے شبہ روز اسی مشغلہ میں مصروف رہتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی کام

نہیں کرتا۔ اس کا ذریعہ معاش بھی قطعاً ختم ہو چکا ہے، مگر معلوم نہیں کہاں سے کھا پیتا اور اخراجات زندگی پورا کرتا ہے۔ تھوڑے دنوں سے محمد بن کرم خاصاً حضرت اماں بخاری علیہ الرحمۃ کے خلاف انتہائی گمراہ کن پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ ان کو کافر و منافق تک کہنے سے باک نہیں کرتا۔ یوں تو وہ تمام حدیثوں ہی کو من گھڑت اور عجیب سازش قرار دیتا رہتا ہے۔ مگر دو چار حدیثوں کے خلاف اکثر و بیشتر بہت ہی قدر و مد سے اعتراض کرتا اور ان کو گندہ گھناؤنا، مشرناک اور حیا سوز کہہ کر اپنی عاقبت برباد کرتا رہتا ہے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہو کہ یہی چند حدیثیں ہیں جن کو وہ بطور ہتھکنڈہ استعمال کرتا ہے اور انھیں کے ذریعہ لوگوں کو احادیث سے بدظن و برگشتہ کرتا رہتا ہے اور بیسیوں حنفی اور پچاسوں سادہ لوح اہل حدیثوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا ہے۔ مقامی علماء اور ذی علم حضرات مدافعت جواب دیتے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا اور روز بروز اس کا حلقہ اثر وسیع ہوتا جا رہا ہے اس لئے میں آپ کی خدمت میں پورے زور کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ اندر اہل کرم مندرجہ ذیل چند اعتراضوں کے مکمل شنائی جواب شائع فرما کر عند اللہ یا جو وعدہ الناس مشکور ہوں۔ تمام باتوں کا جواب ایک شمارہ میں تو ممکن نہیں لہذا قسط وار جواب شائع فرمائیں اور ہر شمارہ کی تین چار کہیاں بذریعہ وی پی رڈ اٹھ کر دیا کریں تاکہ ذی علم حضرات آپ کے جوابات پڑھ پڑھ کر مجمع عام میں مسلمانوں کو سنائیں۔ مجھ کو یقین کامل ہے کہ اس تدبیر سے بہت فائدہ ہوگا۔

پہلی حدیث جس کو اس شخص نے اپنی پروپیگنڈہ بازی کا ہتھیار بنا رکھا ہے وہ یہ ہے جو بخاری شریف باب الغیص میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں :-

كُنْتُ اغْتَسِلُ اَنَا وَالسَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَّكَوْنِ نَاجِبٍ وَّكَانَ يَأْمُرُنِي فَاَنْزِلُ فَيَسْبِغُنِي وَاَنَا حَائِضٌ وَّكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ رَاحِي

وہو متکلفاً فَاغْسِلْهُ وَاَنْحَاضْهُ متفق علیہ۔ اس شخص کا سارا زور اعتراض لفظ فیما شئونی وانا حائضٌ ہے یہ ہے یہاں شئونی کے معنی مجامعت وہم بہتری بنا کر خوب خوب کچھ اچھالت اور جاہلوں کو بہکا تا ہے۔

کیا مباشرت کے معنی عربی زبان میں مجامعت ہی کے ہو کرتے ہیں؟ لغت اور کلام عرب میں اس لفظ کا استعمال کن کن معنوں میں ہوا ہے؟ تفصیل کے ساتھ بتائیے اور یہ بھی لکھیے کہ کیا آیت قرآنی فَاغْسِلْهُ وَاَنْحَاضْهُ (بقرون) وَاَدْ تَبَا شَرُّهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِی الْمَسَاجِدِ میں لفظ با شئوہن آیا ہے اس سے شخص مذکور کے دعویٰ کو تقویت پہنچتی ہے؟

حدیث مذکور میں جو لفظ فَاغْسِلْهُ آیا ہے اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیا میاں بیوی کا ایک ساتھ غسل کرنا خلاف تہذیب ہے؟ غرض اس حدیث شریف پر مفصل اور سیر حاصل بحث فرما کر اس کے ہر گوشہ کو آفتاب کی طرح روشن و نمایاں کر دیجیے۔ ڈاکٹر عبد الحمید کامایہ ناز اعتراف یہی ہے۔ امید کہ اس پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

(۲) دوسرا اعتراض اس شخص کا اس حدیث پاک پر ہے۔  
عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یغسل ما وھو صائم و یمضی لسانہما (رواہ ابوداؤد)  
کیا زبان چوسنا جیسا کہ اس حدیث میں موجود ہے مفید صوم نہیں؟ اگر ہے تو پھر اس حدیث کو کس طرح تسلیم کیا جائے؟ روزہ کی حالت میں بوس و کنار عقل و شرفاً ہر طرح معیوب معلوم ہوتا ہے اور زبان چوسنا کسی طرح جواز کا پہلو نہیں رکھتا۔ معلوم نہیں یہ حدیث سارے اعتبار سے کیسی ہے؟ اور اس کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(۳) غالباً بخاری شریف میں کوئی حدیث اس مضمون کی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی عنہا سے دریافت کیا کہ حضور کے غسل کرنے کا طریقہ کیا تھا۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی عنہا نے اس سائل کے روبرو خود غسل کر کے دکھا دیا کہ حضورؐ اس طرح غسل فرمایا کرتے تھے۔ کیا حدیث کا مضمون یہی ہے؟

اگر ہے تو یہ حدیث بھی بظاہر قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے اس کا کیا جواب دیا جائے؟ سردست انھیں تینوں اعتراض پر اکتفا کرتا ہوں۔ ان کا جواب شائع ہوجانے کے بعد لقیہ اور اعتراضوں کو بھی لکھ کر حاضر خدمت کروں گا۔

**ضیوری گذارش:-** ہمارے ان سوالات کو ناقابل التفات سمجھ کر پھینک نہ دیجئے گا۔ جاہل تو جاہل لکھے پڑھے لوگ بدظنی اور شک و دریب کا شکار ہوتے جاتے ہیں اس لئے وقت کا اہم ترین فرض ہے کہ پہلی فرصت میں ان سوالات کا شافی و مدلل جواب لکھ کر شائع کر دیا جائے۔ تاکہ ہم لوگ اس قابل ہو جائیں کہ مسلمانوں تک آوازہ حق پہنچا سکیں۔ یوں تو اور بھی علماء ہیں لیکن آپ کا جواب بڑا محققانہ اور فاضلانہ ہوتا ہے۔

آپ کو یاد ہو کہ نہ ہو، اسی ڈاکٹر عبد الحمید دھو پوری کا ایک مضمون ”قرآن اور فلسفہ شہادت“ کے عنوان سے تجلی ماہ بابت ماہ۔۔۔۔۔ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مضمون پر آپ نے جو جواب تنقید لکھی ہے اس کو پڑھ کر اس جاہل مضمون نگار کا حوصلہ لپٹ ہو گیا اور پھر ہمت نہیں ہوئی کہ اس کے رد میں ایک حرف بھی لکھ سکے۔

اب ہم رخصت ہوتے ہیں اور آسرا لگا کر مٹھتے ہیں کہ کس ماہ کے تجلی میں جواب شائع ہوتا ہے۔

**جواب:-**

جن ڈاکٹر عبد الحمید صاحب کا آپ نے تذکرہ فرمایا ان کے طرز فکر اور علمی قابلیت کا موٹا سا اندازہ تو آنجناب کے مکتوب سے بھی ہو ہی جاتا تھا لیکن یہ دلچسپ اتفاق ہے کہ جس دن آپ کے مکتوب کا جواب سپرد قلم کیا جا رہا ہے اسی دن ہمیں ڈاکٹر صاحب کے کچھ اور فرمودات کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی ہے جن سے ان کے ذہن اور علمی جغرافیے کا تفصیلی اندازہ ہو گیا ہے۔ یہ فرمودات خطوں کی شکل میں ہیں۔ کچھ روز قبل ڈاکٹر صاحب نے ہمیں لکھا تھا کہ ایک علمی موضوع پر میری خط و کتابت مولانا سعید احمد اکبر آبادی سے ہوئی تھی اگر آپ تجلی میں شائع کر سکیں تو میں وہ بھیج دوں۔ اس کے جواب میں ہم نے عرض

ٹھیک سمجھا ہے۔

ایسی حالت میں ان پر علمائے حق کی تفہیم و تمہینہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ سرکشی اور کج سمجھی برپا ہوتی ہے۔ ہمارا جی اسی لئے نہیں چاہتا کہ ان حضرات کی ہفوات سے انھیں۔ لیکن آپ نے جو صورت حال بیان کی ہے اس کے پیش نظر یہ بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ سادہ لوح اور کم علم عوام کو ڈاکٹر صاحب کے گمراہ کن خیالات کا ہدف بننے دیں اور خاموش رہیں لہذا بالترتیب جو بات پیش خدمت ہیں۔ ہو سکتا ہے خود ڈاکٹر صاحب بھی ٹھڈے دل و دماغ سے ان پر غور کر سکیں۔

(۱) پہلا اعتراض بخاری کی اس حدیث سے متعلق ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا ہے کہ میں حاضر ہوئی تھی اور میرے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مباشرت کرتے تھے۔ بے تک حدیث میں فیما شرفی کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ مجھ سے مباشرت کرتے تھے۔ لیکن جس شخص نے عربی پڑھی ہو اسے پل بھر کے لئے بھی یہ دھوکا نہیں ہو سکتا کہ مباشرت کے معنی یہاں جماعت (فعل جنسی) کے ہو سکتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی سمجھیے جیسے اردو فارسی میں لفظ "دھل" بار بار جماعت کے لئے بولا جاتا ہے۔ "شب دھل" کا محاورہ عام ہے۔ میان بیوی کی پہلی رات کو شب دھل کہا جاتا ہے لیکن جب بھی کوئی اردو فارسی جاننے والا شریف آدمی یہ مصرعہ سنے گا کہ :-

تو برائے وصل کردن آمدی

یا وصل سے شاد کیا ہجر سے ناشاد کیا

تو ایک لمحے کے لئے بھی یہ تصور اس کے دماغ میں پیدا نہ ہو گا کہ "دھل" کے معنی یہاں "جماعت" ہیں۔ اسی طرح فیما شرفی کا لفظ جس مقام پر جس سیاق و سباق میں آیا ہے اس کے پیش نظر کسی بھی شریف عربی دان کو یہ تصور نہیں آ سکتا کہ عام استعمال کے مطابق یہاں بھی "مباشرت" فعل جنسی کے لئے بولا گیا ہے۔

عربی دانوں کو چھوڑئیے۔ جو شخص حدیث بخاری پر اعتراض کر رہا ہے اس سے یہ توقع تو رکھنی ہی چاہیے کہ بخاری کے

کیا کہ ضرور پھیر بھیجئے اگر اس کی اشاعت افادیت کی حالت نظر آئی تو شائع کر دی جائے گی۔

اس پر موصوف نے مراسلت کی نقل نہیں بھیجی اور اسے اتفاق ہی کہتے کہ وہ آج ہی ہمارے مطالعہ میں آئی۔ اس کا موضوع "باندیوں کا مسئلہ" ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے ٹھیک وہی باتیں کہی ہیں جنہیں نام نہاد اہل قرآن کی زبان سے بار بار سنا جا چکا ہے اور جن کی لغویت پر علماء مشرح و بسط کے ساتھ مطلع کر چکے ہیں۔ خود ہم نے بھی تجلی میں ان کا مدلل رد کیا ہے۔

یہاں اس مراسلت پر تبصرہ مقصود نہیں بلکہ بتانا ضرور یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمارے لئے اجنبی نہیں۔ وہ کس انداز میں سوچتے ہیں، کن لوگوں کی کتابوں سے فکری رہنمائی حاصل کرتے ہیں، کتنا علم رکھتے ہیں یہ سب ہم پر منکشف ہے ہمیں آپ کے اس بیان میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ نہ تو وہ عربی جانتے ہیں نہ علمائے سلف کی کتابیں ان کی نظروں سے گذری ہیں نہ پھیر اس کا احساس ہے کہ جو طرز فکر انھوں نے نام نہاد اہل قرآن کی تقلید میں اختیار کیا ہے وہ کس قدر جاہلانہ ہے اور اس سے کس قسم کے المناک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

بلکہ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے قرآن کا اردو ترجمہ بھی بالامتیعاب نہیں پڑھا اور کتب حدیث کے قرار واقعی مطالعے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا انھوں نے اگر کبھی بخاری یا کسی اور کتاب حدیث کا اردو ترجمہ دیکھا ہو گا تو فقط اس مقام سے جس پر انھیں اعتراض کرنا ہے اور اس مقام کو بھی پوری طرح نہیں دیکھا ہو گا۔ لیکن "اہل فسق" کے ظاہر فریب دلائل اور مغالطہ انگیز طرز فکر سے متاثر حضرات کی مشکل یہ ہے کہ دین انھوں نے تمام تر ایسے ہی سرشتوں سے حاصل کیا ہے جو پہلے ہی قدم پر علمائے سلف سے نفرت کھاتے ہیں اور اس شیطانی خیال کو دماغ میں جاگیر کر کرتے ہیں کہ پچھلے تمام محدثین و مفسرین کم عقل تھے، سادہ لوح تھے، قرآن و حدیث کے فہم سے عاری تھے عقیل و فہم تو ہم ہیں جنہوں نے اگرچہ عربی زبان کی اوج بھی نہ سیکھی ہو لیکن قرآنی حکمت و مطالب اور احادیث کے معانی و مقام کو بس ہم ہی نے ٹھیک

کسی اُردو ترجمے میں اس نے کم سے کم یہ باب تو پڑھ ہی لیا ہوگا جس میں حدیث مذکورہ آئی ہے۔ اگر یہ توقع حتی بجانب ہے تو ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ باب کس آیت قرآنی سے شروع ہوتا ہے۔

اور تم سوائے پیغمبر لوگ حیض کے  
بائے میں دریافت کرتے ہیں تو کہو  
کہ وہ گندی چیز ہے۔ لہذا حالت  
حیض میں عورتوں سے الگ رہو  
اور جنبت وہ حیض سے پاک نہ ہو  
چائیں ان سے جماعت مت کرو۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحْضِ  
قُلْ هُوَ آذَانٌ مَغْضُوبٌ  
الْبِطْنَاءُ فِي الْمَحْضِ وَاللَّامِ  
تَقَرَّبُوا هُنَّ حَتَّى يَطْمَئِنُّوا

\*\*\*

\*\*\*

دیکھا آپ نے۔ باب الگ ایسی آیت سے شروع ہو رہا ہے جس میں صراحت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ حائضہ عورتوں سے جماعت مت کرو۔ اب کیا کوئی بھی صحیح الذراع انسان اس کے سوا بھی کچھ خیال کر سکتا ہے کہ اس باب میں ایسی روایتیں بیان کی جائیں گی جو اس آیت کی تشریح کریں اور آگاہ کریں کہ حالت حیض میں عورتوں سے دور رہنے کے کیا حدود ہیں۔ یہ الزام تو اسلام کا کوئی بدترین دشمن بھی عائد نہ کر سکا کہ پیغمبر اسلام نے قرآن کے کسی حکم کی علانیہ خلاف دوزی کی ہو لیکن جو مسلمان باب کے آغاز میں اس آیت قرآن کو پڑھے کے باوجود اس غلطی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ زیر باب حدیث میں مباحثت کے معنی جماعت کے ہیں اسے جنہوں کے علاوہ کیا کہیں گے۔

دو شرطیں ہیں۔ یا تو ڈاکٹر صاحب نے تجھے بخاری بھی ہی نہیں ہے اور فقط منکرین حدیث کی کتابیں پڑھ کر وہ اعتراضات کا سرمن الاپ رہے ہیں۔ یا پھر دیکھی ہے تو اسلاف سے تنفر اور حدیث سے بیزاری کا نہر ان کے اندر اس درجہ سرایت کر گیا ہے کہ یہاں یہی حقیقتیں بھی انھیں نظر نہیں آتیں۔ حدیث کے محدثین کو تو انھوں نے اس قدر باطل اور خطی سمجھ لیا کہ بلا جھجک وہ ایسی روایتیں سپرد قلم کرتے چلے جاتیں گے جن سے ثابت ہو رہا ہو کہ اللہ کا رسول قرآنی حکم کے برعکس حائضہ

بیویوں سے جماعت کیا کرتا تھا، لیکن یہ سامنے کی بات الکی سمجھ میں نہ آ سکی کہ کسی صاحب علم سے دریافت تو کر لیں کہ مباحثت کن کن معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ دریافت نہ کرتے تب بھی خود اسی باب میں اشارہ، صراحت اور دلالت ہر طرح تشریح موجود ہے کہ مباحثت کا لفظ صرف جسم سے جسم ملانے اور گھل مل کر رہنے کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے نہ کہ فعل جنسی کے مفہوم میں۔ ذرا دیکھئے، ٹھیک اسی روایت کے متصل بعد۔ جس پر لے دے کی جا رہی ہے ایک اور روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجود ہے جس میں بالکل ہی صاف ہے کہ مباحثت کے معنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لے رکھے ہیں۔

کانت احدانا اذا  
کانت حائضاً فاراد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم ان يباشيها  
امهران تتزوني فورا  
حيضتها ثم يباشيها  
قللت اتيكم ويملك اربيه  
كما كان النبي صلي الله  
عليه وسلم يملك  
اربيه۔

ہم بیویوں میں سے جب کہ فی حائضہ ہوتی تھی اور اللہ کے رسول دعا کر شہر) ارادہ فرماتے تھے کہ اس سے مباحثت کریں تو اسے حکم دیتے تھے کہ شدت حیض کی حالت میں ازار پہن لے۔ اس کے بعد آپ اس سے مباحثت کرتے تھے۔ اسی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بھلا تم میں سے کون ہے جسے اپنی حاجت نفس پر اس درجہ قابو حاصل ہو جتنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔

اس روایت میں دو بار لفظ مباحثت آیا ہے لیکن اندھا بھی دیکھ سکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری جملہ کس بدارہمت و صراحت کے ساتھ اعلان کر رہا ہے کہ مباحثت کا مفہوم یہاں جماعت نہیں ہے صرف ایسا جسٹانی اختلاط ہے جو جماعت تک نہیں پہنچتا۔ اگر مباحثت کے نزدیک مطلب جماعت کرنا ہی ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیوں فرماتیں کہ تم میں سے کون ہے جو اپنی خواہش نفس پر اس درجہ قابو یافتہ ہو جتنا اللہ کے رسول قابو یافتہ تھے۔ خواہش و